کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی سیرت مُبارکہ (مُختصراً)

تالیف : عادِل سُہیل ظفر

www.kitabosunat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

❀❀❀❀❀❀ رسُول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہِ وسلم کی سیرت مُبارکہ (مُختصراً) ❀❀❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

و الصَّلاۃُ والسَّلامُ عَلیٰ رَسولہِ الکریم مُحمدٍ و عَلیَ آلہِ وَأصحابہِ وَأزواجِہِ وَ مَن تَبِعَھُم بِاِحسانٍ إِلیٰ یَومِ الدِین ، أما بَعد :::

(1) پیدائش سے وفات تک کے مراحل

نام و نسب ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا شجرہ نسب یوں ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ، بن مُرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فِہر (اِس فِہر کا لقب قُریش تھا اور قُریشی قبیلہ اِسی سے منسوب ہے ، اس کے آگے سلسلہ نسب یوں کہ فِہر) بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مدرکہ بن اِلیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ، جو کہ یقیناً اِسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں (صحیح سیرۃ النبویہ) ،

والدہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا شجرہ نسب :::

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرۃ بن قصی بن کلاب ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی والدہ کا شجرہ نسب اُن کے والد عبداللہ کے ساتھ قصی بن کلاب پر جا ملتا ہے ،

تاریخ پیدائش ::: مؤرخین کی اکثریت کا کہنا ہے کہ """""" رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش مُبارک عام الفیل یعنی جِس سال ابرہہ ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا تھا اُس سال میں ہوئی ، اور تاریخ پیدائش آٹھ ربیع الاول ہے (مؤطا مالک) اور پیدائش کا دِن سوموار ہے (صحیح مُسلم) """""" ۔

(مزید تفصیل کے لیے میری کتاب """ عید میلاد النبی اور ہم """ کا مطالعہ کیجیے، آن لائن مطالعے کے لیے یہ کتاب درج ذیل ربط پر میسر ہے : http://bit.ly/13SfJqZ) ۔

بچپن و پرورش ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے والد عبداللہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے ، عرب رواج کے مُطابق دودھ پلائی کے لیے بنی سعد بھیجا گیا اور حلیمہ سعدیہ نے اُنہیں دُودھ پلایا ، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے چار سال بسر فرمائے ، اور وہیں رہنے کے دوران اُن کے سینہ مُبارک کے کھولے اور دھوئے جانے کا واقعہ پیش آیا ، اِس واقعہ کے بعد حلیمہ سعدیہ اُن کو واپس مکہ لے آئیں ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم چھ سال کے ہوئے تو اُن کی والدہ اُن کو لے کر اُن کے ننھیال مدینہ روانہ ہوئیں اور راستہ میں الأبواء کے مُقام پر وفات پا گئیں ، پھر اُن کی خادمہ اُم ایمن نے اُن کی نگہداشت و پرورش کی اور اُن کے دادا عبدالمطلب نے کفالت کی ، دو سال گذرنے کے بعد عبدالمطلب بھی فوت ہو گئے ، اِس کے بعد عام تاریخی روایات کے مطابق اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چچا ابو طالب نے اُن کی کفالت و پرورش کی اور اپنی زندگی کے آخر تک اُن کے مددگار رہے

پہلا نکاح ::: پچیس سال کی عُمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نکاح اُم المومنین خدیجہ بنت الخویلد رضی اللہ عنہا سے ہوا ، جن میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو چار بیٹیاں اور دو بیٹے عطاء

فرمائے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے ساتھ پچیس سال بسر فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی اولاد::: رقیہ، زینب، اُم کلثوم، فاطمہ، القاسم، عبداللہ، اِبراہیم، رضی اللہ عنہم اجمعین، آخری بیٹے اِبراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

وحی کا آغاز::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو اللہ کی طرف سے تنہائی کی طرف مائل کیا گیا تو وہ غارِ حراء میں جانے لگے اور چالیس سال کی عُمر میں اُن پر اللہ نے وحی نازل فرمائی ﴿إِقرَأ بِاسمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ﴾۔

دعوتِ اِسلام کا آغاز::: اللہ کا حُکم ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اللہ کی توحید کی دعوت کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے اللہ کے دِین کو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ نے قُبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے دعوتِ توحید اور خدمتِ اِسلام میں مدد گار ہوئے اور اُن کے ذریعے عُثمان، طلحہ، اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین پہلے اِسلام لانے والوں میں سے ہوئے، خواتین میں سب سے پہلے اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنھا نے اِسلام قُبول کیا، اور بچوں میں سے سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہُ نے، اُن کی عُمر اُس وقت آٹھ سال تھی۔

چند ہی دِنوں میں ہر طرف سے اُنکی مُخالفت شروع ہو گئی اور سختیاں کی جانے لگیں، یہاں تک سُمیہ اور اُنکے خاوند یاسر رضی اللہ عنہما کو اذیتیں دے دے کر شہید کر دیا گیا، یہ دونوں بالترتیب اِسلام کے پہلے شہید ہیں، جب مُسلمانوں پر ظُلم و ستم بہت بڑھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اُنہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت فرمائی تو اسی 80 مَرد اور ایک خاتون نے ہجرت کی،

نبوت کے دسویں سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے چچا ابو طالب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے بڑے مدد گار تھے، اِسلام قُبول کیے بغیر فوت ہو گئے، اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اُن کی دوسری بڑی مدد گار و غم خوار اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنھا فوت ہو گئیں،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم طائف تشریف لے گئے وہاں بھی دِین حق کی دعوت دینے کی پاداش میں ظُلم و جور کا سامنا کرنا پڑا، واپس مکہ المکرمہ تشریف لائے اور مطعم بن عدی کی حفاظت میں ٹھہرے۔

اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو سفر معراج کروایا گیا، اور بُراق پر سوار کروا کر مسجد الحرام سے مسجد الاقصی لے جایا گیا جہاں اُنہوں نے سب نبیوں کی اِمامت کروائی، اور وہاں سے آسمانوں پر لے جایا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے واپس آکر اپنے اِس سفر کی خبر دِی تو سب نے انکی بات کو جُھٹلا دِیا، صِرف ابو بکر رضی اللہ عنہُ نے تصدیق کی اور اِسی وجہ سے اُن کو """الصدیق""" لقب دِیا گیا،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم، اللہ کے دِین کی دعوت کے لیے مختلف مواقع (میلوں، اجتماعی بازاروں، منڈیوں) میں اکٹھے ہونے والے قبیلوں کے پاس تشریف لے جاتے تو ابو لھب اُن لوگوں کو کہتا کہ، یہ جادُو گر ہے، یہ جھوٹا ہے اِس کی بات مت سُننا، اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم سے ملنے اور اُن سے بات کرنے سے دُور رہتے، یہاں تک نبوت کے گیارویں سال میں حج کے لیے آنے والے قبیلہ خزرج کے ایک وفد کی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم سے مُلاقات ہوئی، اور اللہ نے اُن لوگوں کے دِل اِسلام کے لیے کھول دیے اور وہ لوگ

مُسلمان ہو گئے اور اِسلام کی دعوت لے کر مدینہ (جس کا نام اُس وقت تک ''یثرب '' تھا) واپس چلے گئے اور اُن کی دعوت پر اللہ نے کئی اوروں کو مُسلمان بنا دِیا،

نبوت کے بارہویں سال میں مدینہ سے مُسلمانوں کے گروہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بیعت کی جِسے بیعتِ عُقبہ الاُولیٰ یعنی پہلی بیعت عُقبہ کہا جاتا ہے، اور اُن کے ساتھ اِسلام کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے سفیر """مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ُ""" جنہیں """مُصعب الخیر""" بھی کہا جاتا ہے کو بھیجا گیا، اور اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کئی کو جہنم سے نجات دی اور اپنے دِین میں داخل فرمایا،

اگلے سال مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ُ کے ساتھ کئی مسلمان مدینہ سے مکہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بیعت کی ، اِس بیعت کو بیعت عُقبہ الثانیہ یعنی دُوسری بیعت عُقبہ کہا جاتا ہے ، (مُصعب الخیر رضی اللہ عنہ ُ کے بارے میں معلومات """اپنے لیے مثالی شخصیت چنیے""" الرسالہ مُحرم 1429 ہجری میں ملاحظہ فرمایے، اور اِن شاء اللہ، کتاب """مثالی شخصیات""" بھی جلد ہی برقی ذرائع نشر و اشاعت پر مطالعے کے میسر ہو جائے گی)،

اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مدینہ ہجرت کی اِجازت مرحمت فرمائی تو سب مُسلمان ہجرت کر گئے یہاں تک مکہ میں صِرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما رہ گئے ،

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت عطاء فرمائی تو نبوت کے تیرہویں (13) سال میں ستائیس (27) صفر کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ ُ کے ساتھ اپنا گھر چھوڑا اور مدینہ روانہ ہو گئے ،

اور بارہ ربیع الاول ، سوموار کے دِن ضُحیٰ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم قُباء میں داخل ہوئے ، انصار نے اپنے تمام اسلحہ کے ساتھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اِستقبال کیا ،

انصار سے سب سے پہلا خطاب ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے انصار سے سب سے پہلا خطاب فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿يَأَيُّها النّاس أَفشُوا السّلاَمَ وَأَطعِمُوا الطّعَامَ وَصَلّوا بِاللّيلِ وَالنّاسُ نِيَامٌ تَدخُلُوا الجَنّةَ بِسَلاَمٍ ::: اے لوگو سلام پھیلاؤ، اور (بھوکوں کو) کھانا کِھلاؤ، اور رشتہ داریوں کو جوڑے رکھو، اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے﴾ سُنن ابن ماجہ/کتاب اِقامة الصلاۃ و السنّۃ فیھا/باب 174،

اور قُباء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِسلام کی سب سے پہلی مسجد تعمیر فرمائی، اور پھر مدینہ تشریف لے گئے ،

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے سب پہلے مسجدِ نبوی تعمیر فرمائی اور مسجد کی مشرقی جانب اپنی بیگمات کے لیے کمرے بنوائے ،

مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروایا، یہودیوں کے قبیلوں بنو النضیر، بنو القینُقاع، اور بنو قُریظہ کے ساتھ معاہدے فرمائے اور اِن کو با قاعدہ لکھوایا،

اسی سال شعبان میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے اور زکوۃِ فِطر (فِطرانہ) فرض فرمایا، اور رسول اللہ صلی علیہ و علی آلہ وسلم کی خواہش کے مُطابق مسجد الحرام مکہ المکرمہ کو قبلہ مقرر فرمایا،

:::::معرکہ بدر::::: ہجرت کے دوسرے سال سترہ (17) رمضان، جمعہ کے دِن معرکہ بدر واقع ہوا جِس میں اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو بہت واضح اور بڑی کامیابی عطا فرمائی،

:::فتح مکہ المکرمہ::: ہجرت کے بعد اللہ کی دِین کی سر بلندی اور ایک اکیلے اللہ کی عبادت کے لیے زُبانی، مالی، جسمانی جہاد کرتے کرتے اور ہر مُشقت برداشت کرتے کرتے، ہجرت کے نویں سال میں، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اِیمان والوں کے دِل و آنکھیں ٹھنڈی فرماتے ہوئے، اُنہیں مکہ المکرمہ عطاء فرمایا اور سب اِیمان والے اپنے قائدِ اعظم مُحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سربراہی میں، سن آٹھ (8) ہجری، سترہ (17) رمضان، بروز منگل، صُبح کے وقت فاتح کی حیثیت سے مکہ المکرمہ میں داخل ہوئے،

ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے """جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مکہ المکرمہ (فاتح کی حیثیت سے) داخل ہوئے تو کعبہ کے اِرد گرد تین سو ساٹھ بُت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُن بتوں کو اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی لکڑی سے مارتے جاتے اور فرماتے جاتے ﴿جاء الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ إِنَّ البَاطِلَ كَان زَهُوقًا::: حق آگیا اور باطل ہلاک ہو گیا اور باطل ہلاک ہی ہونے والا تھا نہیں﴾، اور فرماتے جاتے ﴿جاء الحَقُّ وما يُبدِءُ البَاطِلُ وما يُعِيدُ::: حق آ گیا اور (اب) باطل ظاہر نہ ہو گا اور نہ ہی واپس پلٹے گا﴾"""،

اور جب تک کعبہ میں موجود سب کی سب تصویریں مِٹا نہیں دِی گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے،

فتح مکہ کے بعد وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ارد گرد کے علاقوں میں تمام بُتوں کو توڑنے اور جلانے کے لیے اپنے فوجی دستے، اور اسلام کی دعوت کے لیے دعوتی وفود ارسال فرمائے، اور چند دِن قیام فرمانے کے بعد واپس مدینہ المنورہ تشریف لے گئے،

:::::حجۃُ الوِداع::::: سن دس ہجری، چوبیس (24) ذی القعدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم (جِن میں اہل مدینہ اور آس پاس والے سب ہی تھے) کے ساتھ حج کے لیے مکہ المکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، اور حج پورا فرمانے کے بعد مدینہ المنورہ واپس تشریف لائے،

اپنے رب کی طرف واپسی کے سفر کا آغاز::: حج سے واپسی کے بعد، سن گیارہ (11) ہجری، صفر کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو جسمانی تکلیف شروع ہو گئی، اور اپنی بیگمات سے اجازت طلب فرما کر کہ وہ اپنی بیماری کے دِن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گذاریں، اپنی محبوبہ بیوی اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مُنتقل ہو گئے،

❁ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ُ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کی اِمامت کریں ،

❁ دِن بدِن بیماری بڑھتی گئی یہاں تک کہ ، بروز سوموار ضُحیٰ (دوپہر سے کچھ دیر پہلے) رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ اپنے رب اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے پاس بلا لیے گئے ،

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی میّت مُبارک کواُن کی قمیص میں ہی غُسل دِیا گیااور غُسل دینے والے ، اُن کے چچاالعباس ، العباس کے بیٹے الفضل اور قثم ، اور علی بن ابی طالب ، اُسامہ بن زید ، اوس بن خولی ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے غُلام شقران رضی اللہ عنہم اجمعین تھے ، اور کیفیت یہ تھی کہ علی رضی اللہ عنہ ُ نے اُن صلی اللہ علیہ وعلیہ و علی آلہ وسلم کے جِسم مُبارک اپنی گود میں بٹھار کھا تھااور اپنے سینے کی ٹیک دے رکھی تھی اور العباس اور اُن کے دونوں بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جسم مُبارک کو پلٹاتے غُسل دیتے ملتے اور علی بھی ، اور اُسامہ اور شقران پانی ڈالتے ، رضی اللہ عنہم اجمعین ،

❁ غُسل کے بعد ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا ، جِن میں نہ قمیص تھی نہ عِمامہ ،

❁ دفن کی جگہ کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی فیصلہ نہ کر پا رہے تھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ُ نے فرمایا کہ ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿ما قُبِضَ نَبِيٌّ إلا دُفِنَ حَيثُ يُقبَضُ ::: جِہاں جِس نبی (کی رُوح) کو قبض کیا جاتا ہے وہیں اُس کو دفن کیا جاتا ہے﴾ ، یہ سُن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی چارپائی اُٹھائی اور اُسی جگہ پر قبر کھودی جِس میں لحد (چھوٹی جانبی قبر) بھی کھودی گئی ،

❁ اِس تیاری کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم دس دس کے گروہ کی صورت میں حجرے میں داخل ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نمازِ جنازہ پڑھتے ، مَردوں کے بعد خواتین نے اِسی طرح نماز پڑھی اور خواتین کے بعد بچوں نے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی اِمامت کِسی نے بھی نہیں کروائی ، بلکہ سب نے اپنے اپنے طور پر الگ الگ نماز پڑھی ،

❁ ادئیگی نماز میں منگل کا سارا دن گذر گیا ، اور اُس کے بعد بُدھ کی رات (یعنی منگل اور بُدھ کی درمیانی رات) کا کافی حصہ بھی ، تقریباً آدھی رات کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دفن کر دِیا گیا ، اللہ کی وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ،

﴿وما مُحَمَّدٌ إلا رَسُولٌ قد خَلَت من قَبلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَاتَ أو قُتِلَ انقَلَبتُم علی أَعقَابِكُم وَمَن يَنقَلِب علی عَقِبَيهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شيأا وَسَيَجزِی الله الشَّاكِرِينَ ::: مُحمد بھی اُسی طرح ایک رسول ہیں جِس طرح اُن سے پہلے رسول ہو گذرے ہیں اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تُم لوگ اپنی ایڑیوں پر واپس پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر واپس پھر جائے گا تو وہ اللہ کو ئی ہر گز کسی چیز میں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ جلد ہی شکر کرنے والوں کو اجر دے گا﴾

اللَّهُمَ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيتَ علی آلِ إبراهِيم وَبَارِك علی مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ

وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكتَ على آلِ إبراهِيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِخلاق مُبارک کی چند جھلکیاں، دیکھیے اور انہیں اپنایے

تحمل وبُردباری اور برداشت کرنا، اور قُدرت ہونے کے باوجود معاف کرنا، اور سختیوں اور مظالم پر صبر کرنا، اور اپنے پاس ہونے نہ ہونے کا احساس رکھے بغیر دوسروں کو دینا، شرم و حیاء، اِنصاف و میانہ روی، تواضع واِنکسار، بُہادری اور دلیری، یہ ایسی صفات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مُبارک کو مُزین فرمایا تھا، ہر حلیم وبُردبار شخص کی زندگی میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی لڑکھڑاہٹ، غلطی، ٹھوکر مل ہی جاتی ہے، اِنسانی تاریخ میں صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی بلکہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جتنے زیادہ ظُلم وستم کیے گئے اُنہوں نے اُتنا ہی زیادہ تحمل وبُردباری کا مظاہرہ فرمایا، جتنی زیادہ مُصیبتیں آئیں اُتنا ہی زیادہ صبر کا مظاہرہ فرمایا، آیئے مختصر طور پر اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سے اُن کی مذکورہ بالا صِفات کی دل آویز واِیمان افروز جھلکیاں دیکھیں، اور اِنہیں اپنی زندگیوں میں نافذ کر کے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سچے پیروکار بنیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو جب کِسی دو کاموں میں ایک اختیار کرنے کا موقع دِیا جاتا تو وہ آسان کام کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ کام گُناہ نہ ہو، اور اگر آسانی میں گُناہ ہوتا تو وہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم گُناہ سے سب سے زیادہ دُور رہتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کبھی کِسی سے اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ کی مقرر کردہ کِسی حُرمت کی پامالی کی گئی ہو تو اللہ کے لیے اُس کا انتقام لیتے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہر کِسی سے بڑھ کر غُصے سے دُور رہتے اور جلدی راضی ہو جاتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اتنا اور اس طرح عطاء فرماتے کہ فقر کا ڈر نہ رہتا، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ﴿كانَ رَسُولَ اللَّهِ أَجوَدَ الناس وكان أَجوَدُ ما يَكُونُ فى رَمَضَانَ حين يَلقَاهُ جِبرِيلُ وكان يَلقَاهُ فى كل لَيلَةٍ من رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ القُرآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه و على آله وسلم أَجوَدُ بِالخَيرِ من الرِّيحِ المُرسَلَةِ ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سب سے زیادہ بڑھ کر سخاوت کرنے والے تھے اور رمضان میں جب اُنہیں جبریل (علیہ السلام) اُن (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) سے مُلاقات کرتے تھے اُس وقت وہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) ہر دوسرے وقت سے زیادہ سخاوت فرمایا کرتے اور جبریل (علیہ السلام) ہر رات اُن (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) سے ملا کرتے تھے اور قُرآن سِکھایا کرتے تھے، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) خیر (کے کام کرنے) میں ہوا سے بھی زیادہ تیزی فرماتے﴾،

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ﴿جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کچھ مانگا گیا تو اُنہوں نے کبھی نہ نہیں کی﴾،

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے زیادہ بُہادر تھے ،اُن کی سیرت مُبارک پر صِرف نظر کرنے والا بھی اُن کی شُجاعت و بُہادری سے ناواقف نہیں رہ سکتا ،اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سیرت مُبارک میں کئی ایسے مواقع ملتے ہیں کہ جب بڑے بڑے لڑاکے اور ماہر جنگجو اُن کا سامنا کرنے سے بھاگ اُٹھے ، لوگ خوف زدگی کی حالت میں رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِنتہائی شُجاعت سے ثابت قدمی کے ساتھ مُشکل و خوف کا سامنا فرماتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے دُور یا ختم فرمادِیا ، یہاں صِرف ایک مثال بیان کی جاتی ہے کہ جب جہادِ حُنین کے موقع پر صحابہ دُشمن کے اِنتہائی ماہر تیر انداز دستے کے اچانک حملے کی وجہ سے دائیں بائیں ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِنتہائی شُجاعت سے اپنے سُفید خچر پر سوار دُشمن کی طرف بڑھتے رہے اور یہ فرماتے جاتے کہ ۞ أنا النبی لَا کَذِب أنا بن عبد المُطَّلِب ::: میں نبی ہوں اِس میں کوئی جھوٹ نہیں ، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں ۞ ،

اور یہ بہادری و شجاعت اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دائمی صِفت تھی جیسا کہ چوتھے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ُ کا فرمان ہے ۞ إذا احمَرَّ البَأسُ و لَقی القَومُ القَومَ اتَّقَینَا بِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فَمَا یَکُونُ مِنَّا اَحَدٌ اَدنَی مِن القَومِ مِنهُ ::: جب جنگ کی سختی سُرخ ہو جاتی اور دونوں گروہ ٹکرا جاتے تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے اور ہم میں سے سب سے زیادہ دُشمن کے قریب وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہوا کرتے ۞ ،

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے زیادہ شرم وحیاء والے تھے ، سب سے زیادہ اپنی نظر کی حفاظت کرنے والے تھے ، اور سب سے زیادہ اپنی نظر و زُبان سے بھی لوگوں کا احترام کرنے والے تھے ، ابو سعید الخُدری رضی اللہ عنہ ُ کا فرمان ہے ۞ کان النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اَشَدَّ حَیَاءً من العَذرَاءِ فی خِدرِهَا فإذا رَاَی شیأا یَکرَههُ عَرَفنَاهُ فی وَجهِهِ ::: نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی چادر میں لپٹی ہوئی کِسی کنواری سے زیادہ حیاء والے تھے ، اور اگر وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کِسی چیز کو نا پسند کرتے تو ہم اُن کے چہرے (مُبارک) سے (اُن کی نا پسندیدگی) جان لیتے ۞

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے زیادہ اپنی نظر کی حفاظت کرنے والے تھے ، اور اپنی پلکوں کو جُھکائے رکھتے تھے ، اُن کی نظر مُبارک اُوپر اُٹھی رہنے سے کہیں زیادہ زمین کی طرف جُھکی رہتی تھی ،

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے زیادہ اپنی نظر و زُبان سے بھی لوگوں کا احترام کرنے والے تھے ، کِسی کے چہرے پر نظر چپکائے نہیں رکھتے تھے ، کِسی کی غلطی جاننے پر اُس کا نام لے کر بات نہ فرماتے ، بلکہ یو ں فرما کر کہ ۞ کیا ہو گیا ہے لوگوں کو کہ ، یہ کہتے ہیں ، یا یہ کرتے ہیں ،،،، ۞ غلطی کی نشاندہی فرماتے ،

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے زیادہ انصاف کرنے والے ، عِفت والے ، باکِردار ، بات کے سچے اور پکے ، اور امانت دار تھے ، نبوت سے پہلے اہل مکہ اُنہیں ''' امانت دار ''' کے لقب سے جانتے تھے ، اور نبوت کے بعد بھی اِن صِفات کا اِقرار اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اللہ کے دِین کے دُشمن بھی کرتے تھے ، علی رضی اللہ عنہ ُ سے

روایت ہے کہ """ ایک دِن ابو جھل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے کہا ، ہم تُمہاری تکذیب نہیں کرتے لیکن جو تُم لے کر آئے ہو اُس کی تکذیب کرتے ہیں ،
تو اللہ تعالیٰ نے اُس (کی اِس بات کے جواب) میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿ قَد نَعلَمُ إِنَّهُ لَيَحزُنُكَ الَّذِى يَقُولُونَ فَإِنَّهُم لاَ يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللّهِ يَجحَدُونَ ::: یقیناً ہم جانتے ہیں کہ اُن کی یہ بات آپ کو دُکھی کرتی ہے ، لہذا (آپ دُکھی نہ ہوں) کہ وہ لوگ آپ کو نہیں جُھٹلا رہے بلکہ وہ ظالم اللہ کی آیات کا اِنکار کر رہے ہیں ﴾ سورت الانعام /آیت 33 ،

جب ہرقل نے ابو سُفیان سے پوچھا کہ """ کیا تُم لوگ مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُس کی اِس (نبوت والی) بات سے پہلے جُھوٹا کہتے تھے ؟"""
تو ابو سُفیان نے کہا """ نہیں """ ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے بڑھ کر تواضع و اِنکساری والے تھے ، اور سب سے زیادہ غرور و تکبر سے دُور رہنے والے تھے ، اپنے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے جیسے کہ بادشاہوں کے لیے کھڑا ہوا جاتا ہے ، غریبوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے ، اُن کو اپنے پاس بٹھاتے ، مُحبت اور توجہ سے ہر ایک بات سُنتے ، حتیٰ کہ زرخرید غلاموں کی بات بھی قُبول فرماتے اور اُنہیں اپنی محفل میں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہی بٹھاتے ، اپنے سارے کام خود کر لینے میں کوئی عار محسوس نہ فرماتے ، اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ﴿ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے گھر میں اُس طرح کام کیا کرتے تھے جِس طرح تُم لوگ کرتے ہو ، وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنا جوتا مُرمت فرماتے ، اپنا کپڑا سیتے ، اپنے برتن میں پانی بھرتے ، وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِنسانوں میں سے ایک اِنسان تھے اپنے کپڑوں کی صفائی کرتے اور اپنی بکری کا دُودھ نکالتے اور اپنے کام خود کرتے ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب سے بڑھ وعدہ اور عہد پورا کرنے والے ، رشتہ داریوں کو جوڑے رکھنے اور نبھانے والے ، اور سب لوگوں کے لیے محبت ، رحم اور مہربانی کرنے والے تھے ، بہترین طور پر معاملات نبھانے والے اور ادب کرنے والے ، سب سے بڑھ کر خوش اِخلاق تھے ، اور بداخلاقی سے سب سے زیادہ دُور رہنے والے تھے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نہ بے حیائی کرنے والے تھے اور نہ ہی بے حیائی کی بات کرنے والے اور نہ ہی لعنت کرنے والے ، اور نہ ہی بازاروں میں گھومنے والے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کبھی بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دِیا بلکہ بُرا کرنے والے سے درگزر فرماتے اور معاف فرما دیتے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کبھی اپنے خادموں ، یا خادمات کو ڈانٹا نہیں اور نہ مارا ، اور نہ ہی اپنے کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں خود کو اُن پر فوقیت دی ، اور نہ کبھی اُن کو کِسی کام کے نہ کرنے کا سبب پوچھا اور نہ ہی کِسی کام کے کرنے کی وجہ دریافت فرمائی ، بلکہ کبھی کِسی کے کام پر اُف تک بھی نہ کہا ،

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم غُلاموں ، خادموں ، غریبوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اُن پر نماز جنازہ پڑہاتے ،اُن کے دفن میں شامل ہوتے ،کبھی کسی غریب کو اُس کی غُربت یا کسی (معاشی ،معاشرتی درجہ بندی کی وجہ سے) کمزور کو اُس کی کمزوری کی وجہ سے حقیر جانا ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرتے اور خود کو کبھی ایک حکمران یا پیر ومُرشد کی حیثیت میں نہ رکھتے ،اِس کی کئی مثالیں اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُبارک و پاکیزہ زندگی میں ملتی ہیں جیسا کہ مسجدِ قُباء اور مسجدِ نبوی بناتے ہوئے ،جِہاد خندق کے لیے خندق کھودتے ہوئے ، اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مل کر کام کیا ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لوگوں کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے صحابہ کی خبر رکھتے ،اُن کے حال احوال معلوم کرتے رہتے ،اگر کوئی نظر نہ آتا تو اُس کے بارے میں دریافت فرماتے ، اچھی بات کو اچھا قرار دیتے اور غلط کو غلط ،کبھی حق دار کے حق سے غافل نہ ہوتے اور نہ ہی اُسے دوسرے کے پاس جانے دیتے ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مجلسوں میں اپنے لیے جگہیں مخصوص نہ فرماتے ،اور نہ ہی کوئی بلند مقام اختیار کرتے ،جب کِسی مجلس میں تشریف لاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف فرما ہو جاتے ،اور اپنے صحابہ کو بھی ایسا کرنے کا حکم فرماتے اور اپنی مجلس میں آنے والے ہر ایک کو اس طرح بِٹھاتے کہ کِسی کے دِل میں یہ خیال نہ آئے کہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کسی دوسرے کو زیادہ عِزت و بزرگی دی ہے ،اگر کوئی اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کِسی وجہ سے بِٹھالیتا یا کھڑا کرلیتا تو اُس کے ساتھ اُس کی دِل جُوئی میں اُس وقت تک بیٹھے یا کھڑے رہتے جب تک وہ خود ہی اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے رُخصت نہ ہو جائے ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کبھی کِسی سائل کو اُس کا سوال پورے کیے بغیر واپس نہ کرتے اور اگر دینے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو اُس کی بہت اچی طرح سے دل جمعی کر کے اپنے پاس سے سے رُخصت فرماتے ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خوش اِخلاقی سے ملنے والے ،نرمی اور مُحبت سے پیش آنے والے تھے ،نہ ہی تُرش رَو تھے ،نہ ہی بد کلام تھے ،نہ ہی سخت مزاج ،نہ ہی بلا سبب کِسی کی تعریف کرنے والے ،جو کام نہ کرنے والا ہوتا اُس کی طرف توجہ نہ فرماتے ،جو کام اُن سے متعلق نہ ہو اُس میں دخل اندازی نہ فرماتے ، کوئی کام دِکھاوے کے لیے نہیں کرتے تھے ،ہر کام درمیانہ روی سے کرتے ،
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہمیشہ خوش خبری سنانے والے تھے ،عِزت واحترام ومُحبت سے بات فرماتے تھے ،کبھی کِسی کو بُرا نہ کہا ،کبھی کِسی کو بے پردگی ،راز افشائی نہیں کی ،کبھی حق بات کے عِلاوہ کچھ نہ فرمایا ،جب وہ کلام فرماتے تو اُن کی محفل میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم بالکل خاموش ہو جاتے اور اِس طرح ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں ، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کلام مُبارک روکتے تو صحابہ میں سے جِسے ضرورت ہوتے بات کرتا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بات انتہائی جامع ہوتی ،اُس میں کوئی بے جا حرف

تک بھی نہ ہوتا اور نہ ہی کسی کمی کا احساس ہوتا ،

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہنسی دِلوں کو موہ لینے والی مُسکراہٹ ہوتی ، مُنہ و حلق پھاڑ کر قہقہہ لگانا کبھی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو کبھی مُنہ یا حلق پھاڑ قہقہہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا ، سُنا گیا ،

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی آنکھیں ، دُکھ کی حالت میں اشک بار ہوتیں لیکن کبھی ماتم و افسوس ، شکوہ و شکایت والے الفاظ اُن کی زُبان مُبارک پر نہیں آئے ،

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اللہ کے بعد ہر ایک لحاظ سے ، مُبارک ، مقدس ، اور بہترین تھی ،

نہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پہلے کوئی ویسا تھا اور نہ ہی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بعد کوئی ہونے والا ہے ،

❁ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی صفات کی کوئی مثال نہ تھی نہ ہو سکتی ہے ، کہ اُن کی ہر ایک صِفت اپنی مکمل ترین اور خوبصورت ترین صورت میں تھی ، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِسی طرح تخلیق فرمایا تھا اور اِس کا اعلان فرمایا ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ::: اور بے شک آپ عظیم اِخلاق والے ہیں ﴾

اور جس اِخلاق کی عظمت کی اللہ تعالیٰ گواہی دیں اُس سے بڑھ کے کوئی اِخلاق نہیں ہو سکتا ، میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے ۔

اللَّهُمَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إبراهيم وَبَارِک على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكْتَ على آلِ إبراهيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۔

---

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہر ایک کے لیے اللہ کی رحمت تھے

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ وَمَا أَرسلنكَ إِلَّا رَحمةً لِلعَالَمِين ::: اور ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے صِرف رحمت بنا کر بھیجا ہے ﴾ سورت الانبیا / آیت 107 ،

﴿ وَمَن أَصدق مِنَ اللَّه قِيلا ::: اور اللہ سے بڑھ کر سچ بولنے والا اور کون ہے ﴾ لہذا یقیناً اللہ نے اپنے رسول مُحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا لہذا وہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اِنسانوں کے لیے ہی رحمت نہیں تھے ، بلکہ ساری مخلوق کے لیے رحمت تھے ،

::: ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے نام بتاتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿ أنا مُحَمَّدٌ وَأَحمَدُ والمقفى وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحمَةِ ::: میں محمد ہوں اور احمد اور آخری نبی ہوں اور حشر میں لے جانے والا ہوں اور توبہ (لے کر آنے) والا نبی ہوں اور رحمت والا نبی ہوں ﴾ صحیح مُسلم / کتاب الفضائل / باب 34

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِیمان والوں کے لیے بھی رحمت تھے

::: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ لَقَد جَاءَ كُم رَسُولٌ مِّن أَنفُسِكُم عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّم حَرِيصٌ عَلَيكُم

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ::: تُم لوگوں کے پاس تُم میں سے ہی رسول تشریف لائے ہیں جِنکو تمہارے نُقصان والی بات بوجھل لگتی ہے اور جو تُمھارے فائدے کے خواہش مند رہتے ہیں اِیمان والوں کے ساتھ بہت شفیق اور مہربانی کرنے والے ہیں نہیں﴾ سورت التوبہ/آیت 128

::: ابوہُریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنِّی لَأَقُومُ إلی الصَّلَاۃِ وأنا أُرِيدُ أَن أُطَوِّلَ فيها فَأَسمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فی صَلَاتِي كَرَاہِيَةَ أَن أَشُقَّ علی أُمِّہِ میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اُسے طویل کروں لیکن کِسی بچے کے رونے کی آواز سُن کر اُس کی ماں کی سختی کا خیال کرتے ہوئے نماز مختصر کر دیتا ہوں نہیں﴾ صحیح البُخاری/کتاب صفۃ الصلاۃ/باب 79،

::::: ابوہریرہ رضی اللہ عنہُ سے ہی روایت ہے کہ """رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَسن اور حُسین (رضی اللہ عنہما) کو چوم رہے تھے، حابس بن اقرع (رضی اللہ عنہُ) نے یہ منظر دیکھا تو عرض کیا"""اے رسول اللہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں اُن میں سے کبھی کسی کو نہیں چوما"""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف نظر فرمائی اور اِرشاد فرمایا﴿مَن لَا يَرحَمُ لَا يُرحَمُ::: جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا نہیں﴾ مُتفقٌ علیہ، صحیح البُخاری/کتاب الآداب/باب 18، صحیح مسلم/کتاب الفضائل/باب 15

::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿الرَّاحِمُونَ يَرحَمُهُم الرَّحمَنُ ارحَمُوا مَن فِي الأَرضِ يَرحَمكُم مَن فی السَّمَاءِ::: رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے، تم اُن پر رحم کرو جو زمین پر ہیں، تُم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے﴾ سُنن الترمذی/حدیث 1924/کتاب البر والصلۃ/باب 16، السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/حدیث 925،

اِس بات میں شک کی کسی کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر فرمان پر سب سے پہلے، مکمل اور بہترین طور پر عمل فرماتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کافروں کے لیے بھی رحمت تھے

::::: اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر کیا کیا ظلم نہیں کیے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کروا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی معافی کا عام اعلان فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا﴿أَقُولُ كما قال يُوسُفُ """لَا تَثرِيبَ عَلَيكُم اليَومَ يَغفِرُ اللَّهُ لَكُم وهُوَ أَرحَمُ الرَّاحِمِينَ""" ::: میں (تُم لوگوں کو) وہی کہتا ہوں جو یوسف (علیہ السلام) نے (اپنے بھائیوں کو) کہا تھا"""تُم لوگوں پر آج کوئی گرفت نہیں اللہ تُمھاری بخشش کرے اور وہ رحم کرنے والوں میں سے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"""﴾ سُنن البیہقی الکبریٰ، شرح معانی الآثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمام اِنسانوں کے لیے ہی رحمت تھے

::::: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے اور طائف والوں نے اُن کی دعوت کے جواب میں اُن صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و ستم کیے پتھراؤ کیا، یہاں تک اُن کے مُبارک و پاکیزہ خون سے اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے تک بھر گئے، شدید دُکھ کے حالت میں اپنی کمزوری کا شکوہ اللہ تعالیٰ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کے حکمران فرشتے کو بھیجا اور اُس فرشتے نے کہا"""اے مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے رب نے مجھے

آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اِن لوگوں کے بارے میں جو حکم فرمایے میں اُس کی تعمیل کروں، اب فرمایے، اگر آپ حکم فرمایے تو میں یہ دونوں بڑے والے پہاڑ اُٹھا کر اِن لوگوں کے اوپر دبا دوں """ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ﴿بَل أَرجُو أَن يُخرِجَ اللَّهُ مِن أَصلَابِهِم مَن يَعبُدُ اللَّهَ وَحدَهُ لَا يُشرِكُ بِهِ شيئاً::: (نہیں) بلکہ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ اللہ اِن کی نسل میں سے ایسے لوگ نکالے گا جو صِرف ایک اللہ کی ہی عِبادت کریں گے اور اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں کریں گے ﴾ صحیح البخاری /کتاب بداء الخلق / باب 7، صحیح مُسلم /کتاب الجھاد والسیر/ باب 39،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم جانوروں کے لیے بھی رحمت تھے

::::: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کا کہنا """ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ سفر میں تھے وہ صلی اللہ علیہ و سلم اپنے کسی کام سے تشریف لے گئے اِس دوران ہم نے ایک حُمرہ (چڑیا جیسا ایک چھوٹا پرندہ) دیکھی جِس کے ساتھ اُس کے دو بچے بھی تھے ہم نے وہ بچے لے لیے، وہ حُمرہ آئی اور اِدھر اُدھر اُڑنے لگی، نبی صلی اللہ علیہ و سلم واپس تشریف لائے اور اُس حُمرہ کو دیکھ کر فرمایا ﴿مَن فَجَعَ هَذهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيهَا::: کِس نے اِس کو اِس کے بچوں کی وجہ سے خوف زدہ کر رکھا ہے؟ اِس کے بچے اِس کی طرف واپس پلٹاؤ﴾،

اور چیونٹیوں کی ایک بستی جِسے ہم نے جلا دِیا تھا اُسے دیکھ کر دریافت فرمایا ﴿مَن حَرَّقَ هَذهِ؟ ::: کِس نے اِنہیں جلایا ہے ﴾ ہم نے عرض کیا """ ہم نے ایسا کیا ہے """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنه لَا يَنبَغِي أَن يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلا رَبُّ النَّارِ::: یہ جائز نہیں کہ آگ کے رب (یعنی اللہ) کے عِلاوہ کوئی اور کسی کو آگ سے عذاب دے ﴾ سنن ابو داؤد / حدیث 2675، السلسلہ الصحیحہ / حدیث 25،

::::: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ """ ایک دفعہ ایک شخص نے جانور ذبح کرنے کے لیے لِٹایا اور پھر چُھری تیز کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ دیکھا تو فرمایا ﴿أَتُرِيدَ أَن تُمِيتَهَا مَوتَات؟ هلا حَدَدتَ شَفرَتَكَ قَبلَ أَن تَضجَعهَا::: کیا تُم اُسکو ایک سے زیادہ دفعہ مارنا چاہتے ہو؟ تُم نے اِسکو لِٹانے سے پہلے چُھری تیز کیوں نہیں کر لی ﴾ المستدرک الحاکم / حدیث 7563 / کتاب الاضاحی، السلسلہ الصحیحہ / حدیث 24،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم جمادات کے لیے بھی رحمت تھے

::::: کھجور کے درخت کے اُس تنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی رحمت ملاحظہ فرمایے، جِس تنے پر وہ صلی اللہ علیہ و سلم خُطبہ اِرشاد فرمایا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لیے منبر تیار کیا گیا اور اُن صلی اللہ علیہ و سلم نے اُس تنے کو چھوڑ دِیا تو اُس تنے میں سے سسکیوں کی آواز آنے لگی جو بڑھتی گئی اور لوگوں نے اُس میں سے بیل کے خرخرے جیسی آواز سُنی، یہاں تک مسجد اُس کی پر سوز آواز سے گونج اُٹھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور اُس تنے پر اپنا ہاتھ مُبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کا کہنا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اُس تنے کے ساتھ ایسا (بارحمت معاملہ) نہ فرماتے تو وہ قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے فِراق کے دُکھ میں سِسکتا رہتا، (سُنن ابن ماجہ، سنن الدارمی، صحیح ابن حبان، سلسلہ الصحیحہ، حدیث 2147)

::::: اپنی جانوں پر کس قدر ظُلم کرتے ہیں وہ بد بخت لوگ ، جو ایسی رؤف و رحیم ہستی کے بارے میں وہ کچھ کہتے لکھتے اور سنتے ہیں جو کسی بھی طور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات کے کسی بھی پہلو سے کوئی بھی مُطابقت نہیں رکھتا ، لیکن کیا ہم اُن ظالموں کی اِس جرات مندی میں مددگار نہیں ؟؟؟

کیونکہ ہمارے اقوال و افعال میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے افعال و اقوال کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے ، اور نہ ہی ہم اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شخصیت کا صحیح تعارف دوسروں کو کرواتے ہیں ،،، اللہ ہمیں اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سچی ، حقیقی عملی محبت عطا فرما اور میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر قُربان ہونا قبول فرما۔

میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيتَ عَلَى آلِ إبراهِيم وَبَارِك على مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكتَ على آلِ إبراهِيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

---

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا غیر مُسلموں کے ساتھ رویہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد جب اِسلامی ریاست قائم ہو گئی اور سیاسی معاملات واضح ہو کر سامنے آ گئے تو باقاعدہ طور پر مدینہ کے یہودیوں کے حقوق بارے میں قوانین لکھے گئے جِسے اُس پہلی اِسلامی ریاست کا پہلا دستور کہا جا سکتا ہے ، اُس میں لکھا گیا """ یہودیوں میں سے جو ہماری تابعداری کرے گا اُس کی مدد کی جائے گی لیکن اِس طرح کہ نہ اُن میں سے کسی پر ظُلم ہو اور نہ ہی اُن کی آپس میں لڑائی میں کِسی ایک کی مدد ہو ،،،،، یہودیوں کے لیے اُن کا دِین ہے اور مسلمانوں کے لیے اُن کا دِین """ (البدایہ والنہایہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مقرر کردہ یہ دستور اُن لوگوں کو بہت وضاحت سے جھوٹا ثابت کرتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) نے اِسلام تلوار کے زور سے پھیلایا ، اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ مدینہ المنورہ میں اپنی اس اِسلامی ریاست اور اپنی حُکمرانی میں یہودیوں کو اِس طرح اُن کے دِین پر رہنے کی اجازت نہ فرماتے بلکہ تلوار کے زور پر اُن یہودیوں کو اِسلام قُبول کرواتے ،

ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گُذرا تو وہ کھڑے ہو گئے ، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کِیا ::: اے اللہ کے رسول یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے ::: تو فرمایا ﴿أَ لَيست نَفساً ::: کیا وہ انسان نہیں تھا﴾ ،،، صحیح البخاری /کتاب الجنائز / باب 49،

اس واقعہ میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے کِسی بھی اِنسان کی بحیثیت اِنسان تکریم کا اور موت کی وجہ سے اُس پر ہونے والی سختی کو محسوس کرنے کا سبق ملتا ہے ، اور پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کِسی کافر سے اُس کے کافر ہونے کی وجہ سے اُس کے اِنسانی حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ فرماتے تھے ،

اور ذرا اِس واقعہ پر غور فرمایئے ، انس رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ ، ایک یہودی بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اُس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ﴿اِسلام قبول کر لو﴾ اُس بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اُس کے باپ نے کہا """ ابو قاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو """،
تو اُس بچے نے اِسلام قُبول کر لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے وہاں سے واپس تشریف لائے کہ ﴿الحَمدُ لِلَّہِ الذی أَنقَذَہُ من النَّارِ ::: اللہ کی ہی تعریف ہے جِس نے اِسے آگ سے بچا لیا﴾ صحیح البُخاری/کتاب الجنائز/باب 78،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّكُم سَتَفتَحُونَ مِصرَ وَهِيَ أَرضٌ يُسَمَّى فيها القِيرَاطُ فإذا فَتَحتُمُوهَا فَأَحسِنُوا إلى أَهلِهَا فإن لهم ذِمَّةً وَرَحِمًا﴾ أو قال ﴿ذِمَّةً وَصِهرًا﴾ ::: تُم لوگ بہت جلد مصر فتح کرو گے اور وہ ایسی زمین ہے جِس میں القیراط کا نام لیا جاتا ہے پس جب تُم لوگ اُس جگہ کو فتح کر لو تو وہاں کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ (اُنکے لیے ایسا کرنا) اُن کا حق ہے اور رشتہ داری ہے﴾ یا فرمایا ﴿اُن کا حق ہے اور سُسرال داری ہے﴾،،، صحیح مُسلم/کتاب فضائل الصحابہ/باب 56

اور دوسری روایت میں مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا ﴿إذا افتَتَحتُم مِصراً فاستَوصَوا بالقِبطِ خَيراً فَإِنَّ لَهُم ذِمةً ورَحِماً ::: جب تُم لوگ مِصر فتح کر لو تو ایک دوسرے کو قِبط (قوم کے لوگوں) سے خیر والا معاملہ کرنے کی نصیحت کرنا کیونکہ (اُنکے لیے ایسا کرنا) اُن کا حق ہے اور رشتہ داری ہے﴾،،، مستدرک الحاکم/حدیث 4032، السلسلہ الصحیحہ/حدیث 1374،

یہ حدیث اِس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مُسلموں کے ساتھ بہترین طور پر معاملات فرماتے تھے، اور محض غیر مُسلم ہونے کی وجہ اُن کی حق تلفی نہ فرماتے تھے اور نہ ہی ایسی کوئی تعلیم دی بلکہ اُن کے حقوق کی ادائیگی کا سبق سِکھایا،

ایک اور مثال ::: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ مُسلمان نہیں تھیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا اور عرض کیا کہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ کچھ حاصل کرنے کی خواہش مند ہیں کیا میں رشتہ داری نبھاؤں تو فرمایا ﴿نعم صِلِي أُمَّكِ ::: جی ہاں، اپنی والدہ (کے رشتے) کا تعلق پورا کرو﴾ صحیح البُخاری/کتاب الآداب/باب 8،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس تعلیم پر عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں مسلسل ملتا تھا بلکہ اُن سے تربیت پائے ہوئے تابعین کی زندگیوں میں بھی، جیسا کہ """ ربعی بن عامر رحمہُ اللہ """ جو تابعین میں سے ہیں، کو جب ایرانی سپہ سالار رُستم کے پاس بھیجا گیا اور اُس نے پوچھا کہ """ تُم لوگ کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ """ تو اُنہوں نے کہا """ ہم وہ لوگ ہیں جِنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے کہ جِسے اللہ چاہے اُسے ہم بندوں کی عِبادت سے نکال کر بندوں کے رب کی عِبادت کی طرف لے جائیں اور دُنیا کی تنگی سے وسعت کی طرف لے جائیں """،

پس ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں اللہ نے اِس لیے بھیجا ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے رب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت اورآخرت میں اپنے بچاؤ کی فِکر بیدار کریں، غیر مُسلم ہمارے معاملات اور اِخلاقیات کے ذریعے ہی اِسلام کو پہچانتے ہیں، کہ ہم آپس میں اور اُن کے ساتھ کِس طرح معاملات طے کرتے ہیں اور کِس اِخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، اگر ہمارے معاملات اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مُطابق ہوں گے تو ہم اِسلام کے اچھے نمائندے ہیں، اور اگر نہیں تو ہم نہ صِرف غیر مُسلموں میں اپنے دِین کی خوبصورتی اور حقانیت کو خراب کرنے کا سبب ہیں بلکہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مُبارک کے بارے میں منفی سوچ اور اُن کی شان میں گُستاخی کی جراٗت پیدا ہونے کا سبب ہیں، اوراِس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ معاملات اپنائیں اور ہر معاملے کو اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت کے مُطابق نمٹائیں، لہٰذا جو اپنے دِین اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مُحبت کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اُس مُحبت کو عملی طور پر ثابت کرے، صرف دعویٰ مُحبت نہ کرے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيتَ عَلَى آلِ إبراهيم وَبَارِك على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكتَ على آلِ إبراهيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

:::(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اپنے اہل خاندان کے ساتھ رویہ::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی ساری زندگی میں بے تکلفی، تواضع اور انکساری کا بہترین نمونہ تھے۔اور ایسا ہی معاملہ وہ اپنے گھر میں اپنی بیگمات کے ساتھ رکھتے اور اپنے خاندان میں دیگر رشتے داروں کے ساتھ رکھتے،

اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ گھر میں کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا﴿كان بَشَراً مِنَ البَشَرِ يَفلِي ثَوبَهُ وَيَحلُبُ شَاتَهُ وَيَخدُمُ نَفسَهُ:::كان النَّبِيّ صلى اللَّهُ عليه و على آله وسلم يَصنَعُ في بَيتِهِ قالت كما يَصنَعُ أحدكم يَخصِفُ نَعلَهُ وَيُرَقِّعُ ثَوبَهُ:::رسول اللہ بھی اِنسانوں میں سے ایک اِنسان تھے، وہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنا کپڑا سیتے، اور اپنی بکری کا دُودھ نکالتے اور اپنے کام خود کرتے::: نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے گھر میں اُس طرح کام کیا کرتے تھے جِس طرح تُم لوگ کرتے ہو، وہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنا جوتا مُرمت فرماتے،،اور اپنے لباس میں پیوند لگاتے﴾ مجموعہ روایات، صحیح ابن حبان، مُسند احمد، سُنن الترمذی، مُسند ابی یعلیٰ، سُنن البیہقی الکُبریٰ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی بیگمات کے ساتھ بہت خوش اخلاقی اور محبت والے روّیے سے پیش آتے تاکہ ان کے دلوں میں خوشی اور سرور داخل فرمائیں۔جیسا کہ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو محبت سے مختصر نام کے ساتھ پکارتے اور فرمایا کرتے﴿يا عَائِش هَذا جِبرِيلُ يَقرئُكِ السَّلَامَ::: اے عائش! یہ جبرائیل آئے ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں﴾ مُتفقٌ علیہ

اور جیسا کہ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت اور ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم ہمیشہ خیر اور مُحبت سے یاد فرمایا کرتے،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم جہادِ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو اِیمان والوں کی والدہ محترمہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لیا، اور اِیمان والوں کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی سواری کے وقت اونٹ کے ارد گرد خود چادر تانتے، تاکہ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا پردے میں رہ سکیں اور جب اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سواری کے لیے اونٹ کے پاس تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اپنا گھٹنا مبارک آگے کیا تاکہ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے گھٹنے مبارک پر سوار ہو کر اونٹ کی گدّی تک پہنچ سکیں، یہ ایک ایسا پُر اثر عمل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم کے تواضع اور انکسار کو بڑی وضاحت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے، باوجود اس کے کہ وہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم ایک کامیاب اور فاتح قائد اور لیڈر تھے اور اللہ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول تھے، لیکن اس کے باوجود وہ اِس طرح تواضع اور انکسار سے کام لیتے تاکہ اُن کی اُمت کو یہ علم ہو جائے کہ اپنی بیگمات کے ساتھ پُر محبت اور عزت والا روّیہ اختیار کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم کی شان و عظمت و عزت اور رُتبے میں کوئی فرق نہیں آتا تو کسی اور کی عِزت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم ازدواجی زندگی کے معاملات کسی ایک بیوی کو دوسریوں پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے، سب کے ساتھ ایک جیسا معاملہ فرمایا کرتے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم عملی طور پر اپنی سب بیگمات کے ساتھ ایسا روّیہ رکھتے جو میاں بیوی میں ایک دوسرے کی رغبت اور محبت بڑھانے کے لیے بہترین نفسیاتی نتائج کا سبب ہوتی ہے، اور بیوی پر اس چیز کا اظہار ہوتی کہ اس کا خاوند اس کو کتنی محبت کرتا ہے۔

اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ﴿کنتُ أَشرَبُ وأنا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النبی صَلی اللّٰهُ علیه و علی آله وسلم فَیَضَعُ فَاهُ علی مَوضِعِ فِیَّ فَیَشرَبُ وَأَتَعَرَّقُ العَرقَ وأنا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النبی صَلی اللّٰهُ علیه و علی آله وسلم فَیَضَعُ فَاهُ علی مَوضِعِ فِیَّ::: میں حیض کی حالت میں (بھی) کچھ پیتی اور (پینے کے بعد) وہ برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو پیش کرتی تو وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنا مُنہ مُبارک (برتن پر) اُس جگہ رکھتے جہاں (پیتے ہوئے) میں نے مُنہ رکھا ہوتا اور میں حیض کی حالت میں گوشت کھاتے ہوئے (گوشت کے بڑے ٹکڑے پر سے دانتوں کے ساتھ) کھینچ کر گوشت کا نوالہ اُتارتی اور پھر رسول اللہ صلی علیہ و علی آلہ وسلم کو دیتی تو وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنا مُنہ مُبارک (گوشت پر) اُس جگہ رکھتے جہاں (نوالہ توڑتے ہوئے) میں نے مُنہ رکھا ہوتا﴾ صحیح مُسلم/کتاب الحیض/باب 2،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اپنی بیٹیوں کے لیے بہترین باپ تھے اور اُن کو خوش کرتے اور ان کے دِلوں میں سرور اور خوشی داخل فرمانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے اور یہ چیز اُن کی بیٹیوں نے اُن سے وافر مقدار میں حاصل کی اور کیوں ایسا نہ ہوتا جب کہ وہ رحمۃٌ للعالمین تھے،

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن کے پاس تشریف لاتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم محبت سے اُن کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اُن کا ہاتھ تھامتے اور اُن کے ماتھے پہ بوسہ دیتے اور اُنہیں اپنے بیٹھنے کی جگہ میں اپنے

ساتھ بٹھاتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اِسی طرح کیا کرتیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اِن کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِستقبال کے لیے کھڑی ہوتیں اور اُن کا ہاتھ مبارک تھامتیں اُنہیں بوسہ دیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ میں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو بٹھاتیں۔ صحیح سنن ابو داؤد/حدیث 5617،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم کی ذاتِ مبارک پر بحیثیت نبی اور رسول اور بحیثیت حکمران و قائد اور سپہ سالار بہت زیادہ ذِمّہ داریاں تھیں لیکن ان تمام تر ذِمّہ داریوں کے باوجود جہاں وہ ایک بہت کامیاب ، مکمل ترین حکمران اور قائد اور سپہ سالار تھے ، وہاں ایک بہترین والد بھی تھے اور ان تمام تر ذِمّہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹیوں کے حال احوال کی خبر رکھتے ، اور اُن کی مشکلیں حل فرمانے کے لیے خود اُن کے پاس تشریف لے جایا کرتے اُن کے گھروں میں اُن کی ضروریات کی طرف مکمل توجہ رکھتے ،

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں پر چکی چلا چلا کر اور گھر کے دیگر پُر مشقت کام کر کر کے تکلیف ہو گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے خادم حاصل کرنے کی طلب لے کر آئیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُلاقات نہ ہوئی تو اپنی پریشانی کا اِظہار اپنی والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما کر واپس چلی گئیں ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم تشریف لائے تو اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دِیا ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے ،

اس کے بعد کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے علی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے ::: رسول اللہ ہمارے گھر تشریف لائے اُس وقت ہم دونوں اپنے بستر میں داخل ہو چکے تھے میں جلدی سے اُن کے استقبال کے لیے کھڑا ہونے لگا تو اُنہوں نے فرمایا ﴿ مَكَانِكُمَا ::: دونوں اپنی جگہ پر رہو ﴾ اور ہم دونوں کے درمیان میں تشریف فرما ہوگئے یہاں تک کہ مجھے ان کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک پیٹ پر محسوس ہوئی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم نے فرمایا ﴿ ألا أُعَلِّمُكُمَا خَيرًا مِمَّا سَأَلتُمَانِي إذا أَخَذتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَانِ أَربَعًا وَثَلَاثِينَ وتُسبِّحَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِين وتَحمِدَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيرٌ لَكُمَا مِن خَادِمٍ ::: کیا میں تُم دونوں نے مجھ سے جِس چیز کا سوال کِیا ہے کیا میں تُم دونوں کو اُس سے زیادہ خیر (والی چیز) نہ سِکھا دوں ، (اور وہ یہ ہے کہ) جب تُم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ تو 34 چونتیس دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرو ، اور 33 تینتیس دفعہ تسبیح کیا کرو (یعنی سُبحان اللہ کہا کرو) ، اور 33 تینتیس دفعہ تحمید کیا کرو (یعنی الحمد للہ کہا کرو) ، یہ تُم دونوں کے لیے خادم سے زیادہ خیر والا ہے ﴾ صحیح البُخاری/کتاب فضائل الصحابہ/باب 9،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اپنے نواسوں حَسن اور حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی انتہائی محبت سے پیش آتے ، اللہ کے نبی اور رسول ہونے کے باوجود ایک بہت بڑی سلطنت کے حکمران ہونے کے باوجود اور ایک انتہائی کامیاب سربراہ ہونے کے باوجود اپنے نواسوں کے ساتھ اپنے گھر میں بڑی محبت کے ساتھ پیش آتے اور اُن کے ساتھ کھیل فرماتے ، اور اُن کو خوش کرنے لے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اپنی زُبان مُبارک اپنے مُنہ مُبارک سے باہر نکالتے وہ دونوں بھاگے بھاگے اُن کے پاس آتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم کی زُبان مُبارک پکڑنا چاہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم اپنی زُبان مُبارک واپس مُنہ میں داخل فرما لیتے اور اپنے دانتوں کو سختی سے

بند کر لیتے تو وہ دونوں ہنسنے لگتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلِہ وسلم ان کے ساتھ ایسا ہی کرتے، ان کو ہنساتے، ان کو کھیلاتے، کیا ہم میں سے کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلِہ وسلم ایسا کس طرح کرتے ہوں گے کتنی محبت اور کتنی شفقت والی ہستی تھے۔ کسی قسم کا تکبر، اور کسی قسم کی بڑائی اور کبریائی کے بغیر وہ کس طرح اپنے اہلِ خانہ کے بغیر ہر کسی کے ساتھ محبت اور تواضع والا روّیہ رکھتے حتیٰ کہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کرواتے اور ان کے ساتھ کھیلتے۔

ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سنت کی پیروی کا زعم بھی، لیکن اپنے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ اُن کا رویہ !!!

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی حقیقی محبت عطاء فرماءے اور ہمارا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے۔

اللّهُمَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَما صَلَّيتَ على آلِ إبراهِيم وَبَارِک على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَما بَارَكتَ على آلِ إبراهِيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

---

(6) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا بچوں اور نوجوانوں کے ساتھ رویہ اور تعلیم وتربیت کا انداز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وسلم اپنے اِرد گرد ہر ایک کی ہر بات کا مکمل خیال فرما کرتے تھے، جس میں تعلیم وتربیت ایک اہم معاملہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت پر بڑی شفقت سے توجہ فرمارہتے اور تعلیم وتربیت کے معاملے میں اپنی مجلس میں بڑوں اور چھوٹوں میں کوئی فرق روانہ فرماتے، اور ایسے محبت آمیز طریقوں سے تعلیم وتربیت فرماتے جو اُس سے پہلے اِنسانی تاریخ میں نہیں ملتے،

آیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے تعلیم وتربیت دینے کے دِل کش اندازوں میں سے کچھ کا نظارہ کریں

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے """ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ (مُبارک) رکھے اور فرمایا ﴿اللَّهُم فَقِّهْهُ فِي الدِين و عَلِّمهُ التأويل ::: اے اللہ اِسے دِین کی فقہ (سمجھ بوجھ) عطا فرما اور تفسیر کا عِلم سِکھا﴾ """ مُسند احمد/حدیث 2397، سلسلہ الصحیحہ/حدیث 2589،

سبق :::::::: جسے سِکھایا جارہا ہو سبق دینے سے پہلے اُس کی طرف مُحبت کے ساتھ پوری توجہ مبذول کرنا اور اُس کی پوری توجہ اپنی طرف مبذول کروانا،

عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ایک دِن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تو فرمایا ﴿إِنَّ من الشَّجرِ شَجرَةً لَا يَسقُطُ وَرَقُها وَإِنَّها مَثَلُ المُسلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ ::: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے گرتے نہیں اور اُس کی مثال مُسلمان کے جیسی ہے پس تُم لوگ مجھے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟﴾،

تو سب لوگ جنگلوں میں پائے جانے والے درختوں کے باروں میں بات کرنے لگے، میرے دِل مِیں خیال آیا کہ، وہ درخت کھجور کا درخت ہے، لیکن میں چونکہ سب سے چھوٹا تھا لہذا شرم کی وجہ سے کچھ کہہ نہ پایا، صحابہ رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا::: اے رسول اللہ ہمیں بتایئے وہ کون سا درخت ہے ؟،

::: تو فرمایا﴿ هِيَ النَّخلَةُ ::: وہ کھجور کا درخت ہے﴾،

میں نے اپنے والد عُمر رضی اللہ عنہُ سے ذِکر کیا (کہ میرے دِل میں یہ جواب آ گیا تھا) تو اُنہوں نے فرمایا""" اگر تُم اُس وقت یہ جواب دے دیتے تو مجھے فلاں فلاں چیز مل جانے سے زیادہ پسند ہوتا """، صحیح البُخاری/کتاب العِلم/باب 14، اور باب 50، صحیح مُسلم/حدیث 1821/کتاب صفۃ القیامۃ/باب 15،

سبق ::::::: تعلیم دیتے ہوئے، سوال کر کے جواب حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنے کے بعد کچھ سِکھانا، کچھ سِکھاتے ہوئے بڑے اور چھوٹے کا فرق روا رکھنا، چھوٹے کا بڑوں کے احترام میں اُن سے شرم کرتے ہوئے خاموش رہنا،

سہل بن سعد رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ """ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن پیش کیا گیا اُنہوں نے اُس میں سے کچھ پیا اور (پینے کے بعد وہ برتن دوسروں کو دینا چاہتے تھے لیکن) اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں (سیدھے ہاتھ کی) طرف ایک چھوٹا بچہ تھا اور بائیں (اُلٹے ہاتھ کی) طرف بڑی عُمر والے لوگ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس بچے سے فرمایا﴿ يا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لی أَن أُعطِيَهُ الأَشيَاخَ ::: اے بچے کیا تُم مجھے اجازت دو گے کہ میں یہ برتن بڑوں کو دے دوں﴾

اُس بچے نے عرض کِیا""" اے رسول اللہ میں آپ سے اپنی طرف آنے والا فضل کِسی اور کو نہیں دینا چاہتا """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ برتن اُس بچے کو دے دِیا """ صحیح البُخاری/حدیث 2224/کتاب المساقاۃ الشرب،

سبق ::::::: چھوٹوں کے حقوق کی پاسداری اور بڑوں کا ادب، اور مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی طرف سے ملنے والی بزرگی و عزت برکت حاصل کرنے کا شوق،

عُمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ """ میں چھوٹا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مُبارک میں تھا اور (کھانے کے دوران) میرا ہاتھ تھالی (پلیٹ) میں اِدھر اُدھر چل رہا تھا (یعنی میں اِدھر اُدھر سے چُن یا لے رہا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ يا غُلَامُ سَمِّ اللَّهَ وَكُل بِيَمِينِكَ وَكُل مِمَّا يَلِيكَ ::: اے بچے (کھانے سے پہلے) اللہ کا نام لو اور اپنے دائیں (سیدھے) ہاتھ سے کھاؤ اور جو تمہارے سامنے ہے اُس میں سے کھاؤ﴾

اُس وقت سے اب تک میرے کھانے کا طریقہ وہی ہے (جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سِکھایا) """ صحیح البخاری/حدیث ۵۹۶۱/کتاب الاطعمہ/باب اول، صحیح مسلم/حدیث 2022/کتاب الأشربۃ/باب 13،

سبق ::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے مُحبت، بات سمجھانے اور سکھانے کے لیے پُر شفقت انداز اپنانا نہ کہ رُعب و دبدبہ اور ڈانٹ ڈپٹ،

::: توجہ فرمایے ::: کھانے سے پہلے، یا کسی بھی کام سے پہلے اُس کے آغاز کے لیے """ بسم اللہ علی برکۃ اللہ """ یا """ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم """ کہنا سُنّت کے مطابق نہیں، صِرف بِسمِ اللہ کہا جانا دُرُست ہے،

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہُ کا فرمان ہے کہ """ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کی

سواری پر اُنکے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تواُنہوں نے فرمایا ﴿یا غُلَامُ إنی أُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ احفَظ اللَّهَ یَحفَظکَ احفَظ اللَّهَ تَجِدهُ تُجَاهَکَ إذا سَأَلتَ فَاسأَل اللَّهَ وإذا استَعَنتَ فَاستَعِن بِاللَّهِ واعلَم أَنَّ الأُمَّةَ لو اجتَمَعَت علی أَن یَنفَعُوکَ بِشَیءٍ لَم یَنفَعُوکَ إلا بِشَیءٍ قد کَتَبَهُ اللَّهُ لکَ وَلَو اجتَمَعُوا علی أَن یَضُرُّوکَ بِشَیءٍ لَم یَضُرُّوکَ إلا بِشَیءٍ قد کَتَبَهُ الله عَلَیکَ رُفِعَت الأَقلَامُ وَجَفَّت الصُّحُفُ::: اے بچے میں تمہیں کچھ باتیں سِکھا رہا ہوں (اِنہیں یاد رکھنا) اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو وہ تُمہاری حفاظت کرے گا، اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو تم اُسے اپنے پاس پاؤ گے، اور اگر سوال کرو تو صِرف اللہ سے سوال کرو، اور اگر مدد مانگو تو صِرف اللہ سے مدد مانگو، اور جان لو کہ اگر سب کے سب مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا ئیں سکتے سِوائے اُس کے جو اللہ نے تُمہارے لیے لکھ دِیا ہے، اور اگر سب کے سب مل کر تمہیں کوئی نُقصان پُہنچانا چاہیں تو نہیں پُہنچا سکتے سِوائے اُس کے جو اللہ نے تُمہارے لیے لکھ دِیا ہے، (اور جان لو کہ) قلمیں اُٹھالی گئی ہیں اور لکھے ہوئے اوراق خُشک ہو چکے ہیں﴾ سُنن الترمذی/حدیث 2516/کتاب صفۃ القیامۃ و الرقائق والورع/آخری باب، مُسند احمد/حدیث 2669، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

سبق::::::: کِسی چھوٹے کو بھی عقیدے کے مسائل سمجھائے جانے ضروری ہیں، یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ بڑے ہو کر سیکھ لیں گے ابھی یہ باتیں اِن کی سمجھ میں نہیں آسکتیں، اللہ کی مشیت کے بغیر نہ کوئی کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، پس براہ راست اللہ سے مانگو کیونکہ یہ اللہ کے حقوق میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ ابن زید رضی اللہ عنہُ کو سترہ سال کی عُمر میں روم سے جِہاد کے لیے بھیجی جانے والی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا،

سبق::::::: نوجوانوں کو آنے والے وقت میں قیادت واِمامت کی تربیت دینا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑوں، نوجوانوں، چھوٹوں، سب کے لیے بہترین، شفیق اُستاد تھے اور بنی نوع اِنسان کو تعلیم وتربیت کے وہ ہُنر و انداز سِکھا گئے جِن کی خوبصورتی اور مثبت نتائج کی نظیر نہیں ملتی، لیکن افسوس کہ ہم اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہوتے ہوئے اُن کے صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ تربیت و تعلیم سے بے خبر ہیں اور غیروں کی طرف سے وہی یا اُس سے ملتا جلتا انداز ملتا ہے تو اُس کی تعریف میں بُجھے چلے جاتے ہیں، اللہ ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سیرت وتربیت جاننے اور اُسے با فخر رہتے ہوئے اپنانے اور اُس پر عمل کرنے اور اُس کو زُبانی اور عملی طور پر نشر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے،

میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے۔

اللَّهُمَ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کما صَلَّیتَ علی آلِ إبراهِیمَ وَبَارِک علی مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کما بَارَکتَ علی آلِ إبراهِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔

---

(7) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہِ وسلم کے حقوق

اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے ہم پر یہ کرم فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہماری طرف بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا کہ اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دِین اور دُنیا کی ہر خیر ہم تک پہنچائی اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ کا فرمان ہے ﴿لَقَد مَنَّ اللّهُ عَلَى المُؤمِنِينَ إِذ بَعَثَ فِيهِم رَسُولاً مِّن أَنفُسِهِم يَتلُو عَلَيهِم آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِم وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتَابَ وَالحِكمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ ::: یقیناً اللہ نے اِیمان والوں پر اُن میں سے ہی رسول بھیج کر احسان فرمایا (وہ رسول) جو اُن کے لیے اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور (اُن آیات کے ذریعے کفر و شرک سے) اُن اِیمان والوں (کے دِلوں) کو صاف کرتا ہے اور اُنہیں (اللہ کی) کتاب اور حِکمت سِکھاتا ہے جبکہ وہ لوگ اِس سے پہلے کُھلی گُمراہی میں تھے﴾ سورت آل عمران/آیت 164،

::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہم پر بہت زیادہ حقوق ہیں، اور ہم پر فرض ہے کہ ہم ان کے حقوق کی حفاظت کریں، ان حقوق کو بہترین طور پر ادا کریں، اور ان کو ضائع ہو جانے سے یا ان میں کسی قسم کی کمی، بے عزتی، نقصان ہونے سے ان حقوق کو محفوظ رکھیں،

ان حقوق میں سے اہم ترین اور پہلا حق

اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان لانا ہے، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اِیمان یہ ہے کہ زُبانی اور عملی طور پر اُن کو آخری نبی اور رسول مانتے ہوئے اُن کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی جائے، کیونکہ جو رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اِیمان نہیں لاتا اور انہیں تمام تر نبیوں اور رسولوں میں سے آخری رسول اور نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے، خواہ مُحمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پہلے آنے والے تمام نبیوں پر وہ ایمان رکھتا ہو لیکن اگر ان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا اُن کے آخری نبی اور رسول ہونے پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ شخص کافر ہے، قرآن میں بے شمار ایسی آیات ہے جن کے ذریعے اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے رسول اور نبی ہونے پر ایمان لائیں، مثلاً اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے فرمایا ﴿فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعمَلُونَ خَبِيرٌ ::: پس اِیمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور اُس روشنی (یعنی قُرآن) پر جو ہم نے اُتاری اور جو کچھ تُم لوگ کرتے ہو اللہ وہ اچھی طرح جانتا ہے﴾ سورت التغابن/آیت 8

رسول اللہ صلی علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان ہے ﴿وَالَّذِي نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيدِهِ لَا يَسمَعُ بِي أَحَدٌ مِن هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ ولا نَصرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ ولم يُؤمِن بِالَّذِي أُرسِلتُ بِهِ إِلا كان مِن أَصحَابِ النَّارِ ::: اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اِس اُمت میں سے کوئی بھی میرے بارے میں سنے، وہ یہودی ہو یا نصرانی ہو، اور اُس چیز پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو مجھے دے کر بھیجی گئی ہے تو وہ جہنمی ہے﴾ صحیح مُسلم/حدیث 153/کتاب الاِیمان/باب 70،

دوسرا حق رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اِتباع کرنا

رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اِتباع (یعنی تابع فرمانی) اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان کی ایک حقیقی عملی دلیل ہے، اب اگر کوئی نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اِیمان کا دعویٰ کرتا ہے، محبت کا دعویٰ کرتا ہے، اور پھر وہ

نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم پر عمل نہیں کرتا اُن کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز نہیں رہتا، تو اپنے دعویٰ اِیمان و مُحبت میں جھوٹا ہے، کیونکہ اِیمان دِلوں میں ہوتا ہے اور جو چیز دِلوں میں ہوتی ہے وہ اعمال سے ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے، اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے بڑی وضاحت سے یہ چیز بتائی کہ اللہ کی رحمت اِتباع کرنے والوں اور ایمان کو عملی طور پر نافذ کرنے والوں کے عِلاوہ کِسی اور کو ملنے والی نہیں،

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَرَحمَتِي وَسِعَت كُلَّ شَيءٍ فَسَأَكتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤمِنُونَ O الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ ::: اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے لہٰذا میں اپنی یہ رحمت اُنکے نام لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکاۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر اِیمان لاتے ہیں O وہ جو اُس رسول اور نبی کی اِتباع کرتے ہیں جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے﴾ الاعراف/آیت نمبر 156، 157،

اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے ان لوگوں سے عذاب کا وعدہ کیا جو رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہدایت سے منہ پھیرتے ہیں، جو اُن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَا تَجعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَينَكُم كَدُعَاءِ بَعضِكُم بَعضاً قَد يَعلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُم لِوَاذاً فَليَحذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَن أَمرِهِ أَن تُصِيبَهُم فِتنَةٌ أَو يُصِيبَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ ::: تُم رسول کے بلانے کو ایسا بلانا مت بناؤ جیسا کہ تُم لوگوں کا ایک دوسرے کو بلانا ہوتا ہے، تُم میں سے اللہ اُنہیں خوب جانتا ہے جو (رسول کی طرف سے بلاوے پر) نظر بچا کر چُپکے سے کِھسک جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ اُس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ خبر دار رہیں کہ (کہیں) اُن پر کوئی آفت نہ آ پڑے یا (کہیں) اُنہیں کوئی عذاب نہ آ پکڑے﴾ سورت النور/آیت 63،

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہر حکم کو ہر بات کو قُبول کریں اپنا آپ اُن کے سپرد کر دیں، اُن کی اِتباع کے لیے اُن کے حوالے کر دیں، اور بڑے کھلے دل سے اُن کے حکموں کو قُبول کریں، پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَينَهُم ثُمَّ لَا يَجِدُونَ فِي أَنفُسِهِم حَرَجاً مِّمَّا قَضَيتَ وَيُسَلِّمُوا تَسلِيماً ::: اور تُمہارے رب کی قسم، یہ لوگ ہرگز اُس وقت تک اِیمان والے نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اِختلافات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں اور پھر (تمہارے کیئے ہوئے فیصلے کے بارے میں اپنے اندر کوئی پریشانی محسوس نہ کریں اور خود کو مکمل طور پر (تمہارے فیصلوں کے) سُپرد کر دیں﴾ سورت النِساءَ/آیت 65

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بلامشروط، کِسی فلسفے، مذھب، مسلک کی قید کے بغیر اِتباع کرنے کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اور بھی بہت سے احکامات ہیں، (جِن ''''اپنے عقیدے کا جائزہ لیں سوال رقم 7 ''''میں ذِکر کیا گیا)

تیسرا حق رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت کرنا

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت کرنا بھی اُن حقوق میں سے ہے اور اُمت پر فرض ہے، اور اللہ کے بعد

اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کِسی بھی اور سے زیادہ مُحبت کرنا فرض ہے،

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا يُؤمِنُ أحدُكم حَتّىٰ أكُونَ أَحبَّ إليهِ مِن وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجمَعِين ::: تُم سے کوئی بھی اُس وقت تک اِیمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے بیٹے، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں﴾ صحیح البُخاری / کتاب الاِیمان / باب 6،

❁ پس ہر وہ شخص جو رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت نہیں کرتا اُس کا اِیمان مکمل نہیں، اور رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت میں سب سے زیادہ بلند رتبہ والی مُحبت یہ ہے کہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اپنی جان سے بھی زیادہ مُحبت کی جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی مُحبت کرنے والا مُحِبّ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بنائے،

چوتھا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مدد کرنا

❁ یہ حق اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے انتہائی مکمل اور بہترین طور پر ادا کیا اور اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب اِس حق کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مُبارک اُن کی سُنّت، اُن کے لائے ہوئے دِین، اُنکی دی ہوئی تعلیمات کے بارے میں اعتراضات کرنے والوں اور اُس میں تبدیلیاں پیدا کرنے والوں اور اُن چیزوں کی تاویلات کرنے والوں کی غلطیوں کے خلاف کام کیا جائے، اور ان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق اپنی زندگیوں کو عملی نمونہ بنایا جائے، تاکہ اگر کوئی ان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مُبارک کے بارے میں کوئی بری بات کہے مذاق اُڑائے یا اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بارے میں ایسی صفات اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے منسوب کرے، جو اُن کی نہیں تو اس کو روکا جائے،

پانچواں حق اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعوت کو پھیلانا

رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حُقوق اور اُن سے مُحبت اور وفاء میں سے یہ بھی ہے کہ، اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی لائی ہوئی دعوت، اللہ کے دِین اِسلام کو دُنیا کے ہر ایک گوشے تک پہنچا جائے، اور دُنیا کے ہر کونے میں پہنچایا جائے، کِسی کمی، کِسی زیادتی، کِسی تحریف، کِسی تبدیلی کے بغیر مِن و عَن بالکل اُسی طرح پہنچائے جِس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو وہ دِین دے کر بھیجا،

❁ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿بَلّغُوا عَنّي وَلَو آيَةً ::: میری طرف سے (آئی ہوئی باتوں کی) تبلیغ کرو خواہ (تُمہارے پاس اُن میں سے) ایک ہی بات کیوں نہ ہو﴾ صحیح البخاری / کتاب الانبیاء / باب 51،

❁ اور فرمایا ﴿فَوَاللَّهِ لَأَن يَهدِيَ الله بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيرٌ لك من أَن يَكُونَ لك حُمرُ النَّعَمِ ::: اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دیتا ہے، تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ فائدہ کی چیز ہے﴾ (مُتفقٌ علیہ)

❁ اور فرمایا ﴿إِنّي مُكَاثِرٌ بِكُم الأُمَمَ فلا تَقتَتِلُنَّ بَعدِي ::: میں قیامت والے دن تم لوگوں کی کثرت کی وجہ

سے دوسری قوموں کے سامنے فخر کروں گا پس تُم لوگ میرے بعد ہر گز (آپس میں) لڑائی نہ کرنا﴾ سُنن الترمذی /کتاب ابواب الطھارۃ/باب 2، صححہ الشیخ الالبانی،

اُمت میں کثرت کے اسباب میں سے ایک بڑا اور اہم سبب یہ ہے، کہ ہم لوگ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دعوت کو ہر ایک تک پہنچائیں اور لوگ اللہ کے حکم سے اِس دعوت کو قُبول کریں اور اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں داخل ہوں، یہ ایسا کام ہے جو تمام تر رسولوں اور اُن کی اِتباع کرنے والوں کی صفات میں سے ہے، اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قُل هَذِهِ سَبِيلِي أَدعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي:::اے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ یہ ہی میرا راستہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ بلاتا ہوں، میں بھی یہ ہی کرتا ہوں اور جِس جس نے میری اتباع کی وہ بھی یہی کرتا ہے﴾ سورت یوسف/آیت 108،

رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم چھٹا حق

اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کی جائے، اِسکا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے﴿لِتُؤمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكرَةً وَأَصِيلاً:::لازم ہے کہ تُم لوگ اللہ پر اِیمان لاؤ اور رسول پر اور اُسکی عِزت کرو اور اُسکی توقیر کرو اور صُبح اور شام اللہ کی پاکیزگی بیان کرو﴾ الفتح/آیت 9،

میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے۔

اللَّهُمَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيتَ عَلَى آلِ إبراهيم وَبَارِك على مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكتَ على آلِ إبراهيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

---

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت اور اُن کی تابع فرمانی

:::::ہم نبی صلی اللہ علیہ و علی وسلم سے مُحبت کیوں کریں اور ان کی اتباع کیوں کریں؟:::::

کیا آپ اپنے آپ سے یہ مندرجہ بالا سوال نہیں پوچھیں گے ؟؟؟

یا آپ اِس کا جواب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ؟؟؟

یقیناً آپ اِس سوال کا جواب جاننا پسند کریں گے،

لیجیے شیخ الاسلام اِمام ابن تیمیہ رحمۃُاللہ علیہ سے اِس کا جواب سُنیے، کہتے ہیں :::

""" کسی بھی اور چیز سے زیادہ اور بڑھ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مُحبت کرنے، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کسی بھی اور شخص سے زیادہ تعظیم کرنے، کا سبب یہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کی سب سے بڑی خیر حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ سلم کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اِیمان لا کر اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اِتباع کر کے ہی ہم دُنیا اور آخرت کی سب سے بڑی خیر حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا اور اللہ کی رحمت تک

پہنچنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے ،اور یہ اِس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اِیمان لایا جائے ،اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہر کسی سے بڑھ کر مُحبت کی جائے اور اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اِتباع کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی وہ ذات ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچائے گا،

اور وہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی ایک راستہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہمیں دُنیا اور آخرت کی ہر خیر عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے سب سے زیادہ فائدے والی نعمت اِیمان ہے اور یہ نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعے کے علاوہ اور کسی ذریعے سے حاصل ہونے والی نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کِسی کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں داخل فرماتا ہے، اور ایسا ہو جانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی راستہ (اللہ کی طرف سے مُقرر) نہیں ہے، کسی کے لیے بھی اُس کی ذات یا اُس کے اہل وعیال (یا) کوئی بھی اُس کو اللہ تعالیٰ کو عذاب سے نہیں بچا سکتا (پس اللہ کے عذاب سے بچنے اور اللہ کی رحمت حاصل کر کے اُس کی جنّت میں داخل ہو سکنے کا) کوئی ذریعہ نہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذاتِ مُبارک پر اِیمان لا کر اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مکمل اتباع کرنے کے """ (مجموعہ الفتاویٰ)،

اگر کوئی بھی شخص اِس چیز پر غور کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذاتِ مُبارک کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اُسے کتنا عظیم اور بڑا فائدہ دیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر اِیمان کی روشنی میں داخل فرمایا تو اِس بات پر غور کرنے والا یہ جان لے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی وہ اکیلا سبب ہیں جس کی وجہ سے وہ شخص اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اِیمان لانے کے بعد اور اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تابع فرمانی اختیار کرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے عیش و آرام میں داخل ہو سکتا ہے، اور دُنیا اور آخرت کے ہر قسم کے فائدے حاصل کر سکتا ہے،

پس سوائے اللہ عزّ وجلّ کے کِسی بھی اور چیز، سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مُحبت کرنا،

اور، اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توقیر و تعظیم کرنا،اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بنیادی حقوق میں سے ایک حق ہے،

لیکن افسوس کہ آج لوگوں کی اکثریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حقوق کو اپنی غفلت اور لاعلمی کی وجہ سے جانتی ہی نہیں،

اور اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ حق ادا نہیں کر پاتی ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اِیمان لایا، صحیح مطلوب درجہ تک پہنچا ہوا اِیمان، وہ اپنے اندر یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مُحبت پاتا ہے،

اب اِن اِیمان لانے والوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کو اللہ سبحانہُ وتعالیٰ نے یہ مُحبت بہت زیادہ عطاء فرمائی اور کچھ ایسے ہیں جن کو یہ مُحبت تھوڑی ملی، جیسے کہ ایسے لوگ جن کا زیادہ وقت غفلت میں گزرتا ہے اور وہ لوگ دُنیا کی مشغولیات اور مُحبتوں اور لالچ میں مشغول رہتے ہیں لیکن جب اِن کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذِکر کیا جاتا ہے

تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھنے کے شوق میں بہت زیادہ آگے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسے کاموں پر فوراً راضی ہو جاتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قُرب حاصل کر سکیں ،اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دیدار کر سکےں، لیکن ،یہ اُن کی یہ کیفیت ، یہ شوق ، یہ مُحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت تھوڑے وقت کے لیے ظاہر ہوتی ہے ، وقتی طور پر اُن کے اندر یہ جذبہ بیدار ہوتا ہے اور اُس کے بعد پھر سے دُنیا کے مال ، بیوی، بچوں ، بہنوں ، بھائیوں ، رشتے داروں ، کاروبار ، تجارت کے شوق اُن پر حاوی ہو جاتے ہیں اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے ۔ (فتح الباری ، بتصرف)

یاد رکھیے ،اِیمان کی تکمیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قولی اور عملی طور پر مُحبت کرنا ضروری ہے *1*،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ قُل إِن كَانَ آبَاؤُكُم وَأَبنَاؤُكُم وَإِخوَانُكُم وَأَزوَاجُكُم وَعَشِيرَتُكُم وَأَموَالٌ اقتَرَفتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخشَونَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرضَونَهَا أَحَبَّ إِلَيكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأتِيَ اللّهُ بِأَمرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهدِي القَومَ الفَاسِقِينَ (اے رسول) فرما دیجیے اگر اپنے باپ دادا اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان اور مال جو تُم لوگ جمع کرتے ہو اور تجارت جِس کے خراب ہونے کا تُمھیں ڈر ہے اور گھر جو تُمھیں پسند ہیں (اگر یہ سب کچھ) تُم لوگوں کو اللہ اور اُسکے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ (دُنیا اور آخرت میں تُماری ذلت و تباہی کے لیے) اللہ کا حُکم آ جائے اور (اگر ایسا ہی کرتے رہو گے تو یاد رکھو) اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا﴾ سورت التوبہ/آیت 24

غور فرمایے ، قارئین کرام ، پھر غور فرمایے ، کہ ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنی ہر ایک چیز سے زیادہ مُحبت نہ کرنے والا اللہ کے ہاں فاسق ہے ، جی ہاں فاسق ہے ،

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ """ایک دِن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ تھے اور اُنہوں نے عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہُ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا،

تو عُمر رضی اللہ عنہُ نے کہا """اے اللہ رسول آپ مجھے میری جان کے عِلاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿لا وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيكَ مِن نَفسِكَ ::: نہیں اُسکی قسم جِس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک کہ میں تمہیں تُماری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ﴾،

تو عُمر رضی اللہ عنہُ نے عرض کیا "جی اچھا تو پھر اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں"،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿الآنَ يا عُمَرُ ::: اب اے عُمر﴾ (یعنی اب تُمہارا اِیمان مکمل ہوا اے عُمر) صحیح البُخاری/کتاب الایمان والنذور/باب 6،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا يُؤمِنُ أحدُكم حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيهِ مِن وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجمَعِينَ ::: تُم سے کوئی بھی اُس وقت تک اِیمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے بیٹے ، باپ

اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں﴾ صحیح البُخاری / کتاب الاِیمان / باب 6،

امام الخطابی رحمہ ُاللہ کہتے ہیں کہ """اِس کا معنی یہ ہے کہ،،، تم میری مُحبت میں اتنے سچے ہو جاؤ کہ اپنے آپ کو میری اطاعت میں فنا کر دو، اور اپنی خواہشات پر میری خوشی کو ہمیشہ مسلط رکھو، خواہ تمہیں ایسے کرنے میں کتنی ہی تکلیف اور پریشانی برداشت کرنا پڑے """،

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إنما مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاس كَمَثَلِ رَجُلٍ استَوقَدَ نَارًا فلما أَضَاءَت ما حولَهُ جَعَلَ الفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ التي تَقَعُ في النَّارِ يَقَعن فيها فَجَعَلَ يَنزِعُهُنَّ وَيَغلِبنَهُ فَيَقتَحِمنَ فيها فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُم عن النَّارِ وأَنتُم تَقَحَمُون فِيها ::: میری اور لوگوں کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک شخص نے آگ جلائی اور جب اُس آگ نے اپنے ارد گرد کی چیزوں کو روشن کر لیا تو پتنگے اور کیڑے جو آگ میں آ گرتے ہیں اُس آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص ان کو آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آتے اور آگ میں جا گرتے ہیں، تو میں تُم لوگوں کی کمر پکڑ کر تُم لوگوں کو آگ سے بچا رہا ہوں اور تُم لوگ اُس میں گرنا ہی چاہتے ہو﴾ (صحیح البُخاری)

صحیح مُسلم کی روایت کے الفاظ ہیں ﴿إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي ::: میری اور میری اُمت کی مثال﴾

سُنا آپ نے، محترم قارئین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی اُمت سے جِس میں ہم بھی شامل ہیں کتنی مُحبت فرماتے ہیں کہ ہر اس چیز سے جو ہمیں تکلیف دے دُور رکھنے کی بھرپور کوشش فرماتے ہوئے ہمیں سب کچھ بتا گئے، اب آپ ہی بتایئے کیا جہنم کی آگ سے بڑھ تکلیف دہ چیز کوئی اور ہے ؟؟؟

یہ بھی سُنیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہم سے اتنی مُحبت فرماتے تھے کہ ہمیں دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿وَدِدْتُ انی لَقِيتُ إِخوانی﴾

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ::: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں ؟؟؟

تو فرمایا ﴿أَنْتُمْ أَصحَابِي وَلَكِنْ إخوانی الَّذِينَ آمَنُوا بِي ولم يَرونی ::: تُم لوگ میرے صحابی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر اِیمان لائے اور مجھے دیکھا نہیں﴾ (مُسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر اِیمان کی روشنی میں داخل کرنے کے لیے، اور جہنم کے راستے سے اُٹھا کر جنّت کی راہ پر ڈالنے کے لیے کتنی تکلیفیں برداشت کیں،

کیا اب بھی ہم اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے سچی عملی مُحبت نہ کریں گے ؟؟؟

جبکہ اللہ جلّ ثناوہُ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں اِس مُحبت کا حکم دِیا ہے اور اِس مُحبت میں ہمارا ہی فائدہ ہے، نہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا،

کیونکہ اگر ہم اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت نہ کریں گے تو یہ ہمارا نقصان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذاتِ مُبارک پر کوئی فرق نہیں پڑے گا،

چلیے آج کچھ دیر کے لیے اپنے اندر جھانکتے ہوئے، اپنے اعمال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مُحبت کے

دعوے، اور فی الواقع ہمارے اندر پائی جانے والی مُحبت کو سامنے رکھتے ہوئے، سوچتے ہیں، خود کو ٹٹولتے ہوئے اپنے آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کتنی حیاء ہے ؟؟؟

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کتنی مُحبت ہے ؟؟؟

ہم قیامت کے دن کس مُنہ سے اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُن کے حوض پر ملیں گے ؟؟؟

ہمارا ایسا کون سا عمل ہے، کہ، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت کی اُمید رکھیں ؟؟؟

اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کون سی اطاعت ہم نے ایسی کی ہے یا کون سی اطاعت ہم ایسی کرتے ہیں جس کو لے کر ہم جنت میں داخل ہو سکیں ؟؟؟

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے پیش ہو سکیں اور یہ عرض کر سکیں کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ کی یہ یہ اطاعت کرتے تھے ؟؟؟

سوچیے اور اپنے اعمال کا اپنے عقائد کا جائزہ لیجیے اور اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مُحبت اُس درجے پر پیدا کیجیے اور اُن صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت اس درجے پر اختیار کیجیے جو درجہ مطلوب ہے۔

میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان ہو جائے۔

اللَّهُمَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيتَ عَلَى آلِ إبراهِيم وَبَارِک علی مُحَمَّدٍ وَأَزوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكتَ على آلِ إبراهِيم إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

---

1 (اِس موضوع کی تفصیل """اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حقوق پہچانیے، اور ادا کیجیے""" میں شامل ہے، جس تک درج ذیل ربط کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے : http://bit.ly/249uSl5)

---

(9) کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت کرتے ہیں؟ (آخری حصہ)

ممکن ہے یہ سوال آپ کو عجیب لگا ہو کیونکہ تقریباً ہر مُسلمان اپنے بارے میں یہ ہی خیال کرتا ہے کہ وہ مُحبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم ہے، لیکن، حقیقت کا اندازہ اُس وقت ہوتا ہے جب دعویٰ یا خیالِ مُحبت کو پرکھا جائے

انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس آیا اور سوال کیا کہ """قیامت کب ہے ؟"""،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿وَمَاذَا أَعدَدتَ لَهَا ؟::: تُم نے قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے ؟﴾،

اُس نے کہا"""لَا شَيءَ إلا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ::: کوئی چیز نہیں تیار کی سِوائے اِس کے کہ میں اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وعلی آلہ وسلم) سے مُحبت کرتا ہوں"""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿أنت مع مَن أَحببت ::: تُم اُس کے (ہی) ساتھ ہو گے جِس سے مُحبت کرتے ہو﴾ صحیح البخاری /کتاب فضائل الصحابہ /باب 6،

یہ حدیث روایت کرنے کے بعد انس رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ """ہم نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس فرمان کہ ﴿أنت مَع مَن أَحبَبت ::: تُم اُس کے (ہی) ساتھ ہو گے جِس سے مُحبت کرتے ہو﴾ سے زیادہ کسی اور چیز سے خوش نہیں ہوئے،

پس میں تو نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اور ابو بکر سے اور عُمر سے مُحبت کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خواہ میں نے اُن کے کاموں جیسے کام نہیں کیے (یعنی خواہ میرے کاموں کا معیار اُنکے کاموں جیسا نہ بھی ہو تو بھی) میں اُن سے مُحبت کرنے کی وجہ سے اُنکے ساتھ ہوں گا"""

::::::: ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے کاموں کا معیار کیا ہے ؟؟؟

ہمارے کام اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و علی آلہ وسلم کی تعلیمات واحکامات اور اقوال وافعال کی کتنی موافقت رکھتے ہیں ؟ اور ہم اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کتنی تابع فرمانی کرتے ہیں ؟؟؟

::::: مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کچھ نشانیاں درج ذیل ہیں :::::

::::: پہلی نشانی ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و علی آلہ وسلم پر اپنی جان و مال فِدا کرنا :::

::::: دُوسری نشانی ::: کِسی ڈر اور خوف کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی خِلاف ورزی کا قلع قمع کرنا :::

::::: تیسری نشانی ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات پر فوراً عمل کرنا :::

کیا ہم میں یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں کہ ہم مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا دعویٰ کریں یا اپنے تئیں یہ خیال کر کے خوش ہوتے رہیں کہ ہم مُحبِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہیں، اور ہمارے عقائد اور کام اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود سے خارج ہوں، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات، تعلیمات، کے خلاف ہوں، تابع فرمانی کی بجائے نافرمانی والی روش ہے تو یقین مانیے دعویٰ مُحبت غلط ہے، اور زعمِ مُحبت خام خیالی ہے،

نہیں نہیں یہ مُحبت نہیں ہے، جمع خرچ ہے زُبانی
وہ کیا مُحبت کہ، جِس میں محبوب کی ہے نافرمانی
حُب ووفاء کو دِی صحابہ نے نئی تب وتابِ جاودانی
اور تُمہاری مُحبت ہے اُن کے عمل سے رُو گردانی

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت کی جو عملی مثالیں پیش کی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مطلوبہ مُحبت کے معیار کے مُطابق ہیں،

کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہاں مجرد دعویٰ مُحبت نہیں تھا، بلکہ عمل تھا،

جی ہاں، اپنی جان، اپنا مال اپنے اہل و عیال کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قُربان کرنے سے ذرا برابر

بھی دیر نہ کرتے تھے ،
اللہ جلّ جلالہُ ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا کوئی بھی حکم جُوں ہی ، اور جیسے ہی ، اور جس طرح بھی ملتا فوراً عمل پیرا ہو جاتے ، ہماری طرح تاویلیں ، امکانیات ، استدلالات ، اور فلسفیانہ باتیں نہ کی جاتی تِھیں مثلاً : : :
ہو سکتا ہے اِس بات کا مطلب کچھ یوں ہو کہ ،،،،،،،
اجی نہیں ، ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ،،،،،،
اچھا جی دیکھتے ہیں ،،،،،،
حالات کا جائزہ لے کر کچھ سوچتے ہیں ،،،،،
ابھی وقت مُناسب نہیں لگتا کہ اِن باتوں پر عمل کیا جائے ،،،، وغیرہ وغیرہ ،،،،،
پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بلا مشروط ، کِسی مذہب ، فلسفے ، منطق ، خود ساختہ افکار ، امکانیات ، وغیرہ کی قید کے بغیر اطاعت نہیں تو دعویٰ مُحبت دُرست نہیں اور نہ ہی خود کو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا مُحبّ سمجھنا ہی دُرُست ہے ،
(اِس موضوع کی تفصیل """ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حقوق پہچانیے ، اور ادا کیجیے """ میں شامل ہے ، جس تک درج ذیل ربط کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے : http://bit.ly/249uSl5)
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و علی آلہ وسلم کا حقیقی عملی تابع فرمان بننے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے ،
میرا سب کچھ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و علی آلہ وسلم پر قربان ہو جائے ۔
اللَّهُمَ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما صَلَّيت عَلى آلِ إبراهِيم وَبَارِك على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكت على آلِ إبراهِيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۔